

اسلامی قانون میں تعزیری جرائم

ڈاکٹر عبد العزیز عامر

ترجمہ: معروف شاہ شیرازی

جرم کی تعریف فقہاء کی تعریف کے مطابق جرم وہ شرعی ممنوع ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حد یا تعزیر کے ذریعے روکا ہے۔ اس تعریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس فعل پر تعزیر دی جاتی ہے وہ شارع کی طرف سے ممنوع ہے اور شارع ہی نے اس کو قابلِ سزا جرم قرار دیا ہے۔ نیز اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ممنوع فعل اس وقت تک جرم تصور نہ ہو گا جب تک اس کے ارتکاب پر سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔ اگر کسی فعل کے ارتکاب پر سزا مقرر نہیں ہے تو وہ فعل جرم نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ممنوعات کونسی ہیں جن کا ذکر جرم کی اس تعریف میں کیا گیا ہے۔

چھوڑ فقہاء کی رائے کے مطابق اصول یہ ہے کہ جس جرم میں حد یا کفارہ مقرر نہ کیا گیا ہو اس میں تعزیری سزا ہوگی۔ اس طرح جس معصیت میں بھی حد یا کفارہ نہ ہو اس میں تعزیری سزا مشروع ہوگی۔ لیکن اس اصول کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بعض معاصی پر تعزیری سزا نہیں ہے اور دوسری طرف بعض افعال ایسے بھی ملتے ہیں کہ وہ معاصی نہیں ہیں مگر اس کے باوجود ان کے ارتکاب پر تعزیری سزا کا حکم لگایا گیا ہے۔ اس لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے معصیت کا مفہوم متعین کریں کیونکہ اسی پر تعزیر کا مدار ہے، اور اس کے بعد اس کی وضاحت بھی کریں کہ بعض اوقات معصیت کے جوئے بھی سزا نہ ہونے اور سزا ہونے کے باوجود معصیت نہ ہونے کا امکان ہوتا ہے

لہٰذا فقہاء کی یہ تعریف جرم جدید و منعی قوانین کی تعریف سے مطابقت رکھتی ہے۔ جدید قانون کے ماہرین بھی یہی کہتے ہیں کہ مرت وہ فعل یا ترک فعل جرم ہوتا ہے جس کے لیے قانون سزا مقرر کرے۔ اگر کسی فعل یا ترک فعل کے لیے سزا تجویز

نہ کی گئی ہو تو وہ جرم نہ ہوگا۔ دیکھیے الاحکام العامۃ فی قانون العقوبات مصنفہ ڈاکٹر سعید مصطفیٰ سعید ص ۲۸ طبع ۱۳۰۰ھ

معصیت کی تعریف | فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خمرات کا ارتکاب اور واجبات کا ترک قابلِ سزا معصیت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو اس پر حرام ہو، یا ایسے فعل کو چھوڑ دے جو اس پر واجب ہو، تو وہ معصیت کا مرتکب سمجھا جائے گا اور اگر اس فعل یا ترک فعل کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہیں ہے تو وہ شخص تعزیری سزا کا مستوجب ہوگا۔

ترک واجب کے معاملہ میں فقہاء جن سبھی افعال کو قابلِ تعزیر قرار دیتے ہیں وہ برسمیل مثال یہ ہیں: زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنا۔ فرض نماز ادا نہ کرنا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے۔ امانت میں خیانت، مثلاً امانت رکھے ہوئے مال، یا یتیم کا مال، یا اوقات کی پیداوار، یا وہ اموال جو وکلاء (AGENTS) یا مضاربت کرنے والوں (PARTNERS) کے پاس ہوتے ہیں، ادا نہ کرنا۔ نیز غصب کیا ہوا مال واپس نہ کرنا بھی موجب تعزیر ہے۔ صاحب کثافت اتقاع کھتے ہیں کہ بائع کی طرف سے مال کے ایسے نقائص کو چھپانا بھی تعزیری جرم ہے جن کا اظہار اس پر واجب ہو، کیونکہ مال کے نقائص کو چھپا کر وہ تدبیس (FRAUD) کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح اجارہ اور نکاح میں دھوکہ بازی، یا کسی معاملے کے فریقین میں سے کوئی تدبیس (FRAUD) کا ارتکاب کرے تو اس پر بھی تعزیری سزا جاری ہوگی۔ گواہ اور مخبر بھی اس ضمن میں آتے ہیں

لہ تبصرة الحکام - ابن فرعون، ج ۲، ص ۲۶۶-۲۶۷ - مسعین الحکام، ص ۱۰۹ - کثافت اتقاع من متن اتقاع ج ۴، ص ۷۵ - السیاسة الشرعية، ابن تیمیہ، ص ۵۵ - المحبۃ فی الاسلام، ابن تیمیہ، ص ۳۸ - الاحکام السلطانیہ، ابو یعلیٰ، ص ۲۴۴ اور اس کے بعد - الاحکام السلطانیہ، الماوروی، ص ۲۱۰ - واجب اور حرام کی تعریف کے لیے دیکھئے علم اصول الفقہ، عبدالرباب خلائف، ص ۱۱۶ اور اس کے بعد، ص ۱۲۵ اور اس کے بعد، ص ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ اس میں ان الفاظ کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ واجب وہ ہے جس میں شارع حتمی کو پہرہ مکلف انسان کے کسی فعل کا مطالبہ کرے اور حرام وہ ہے جس میں شخص مکلف سے یہ حتمی مطالبہ کیا گیا ہو کہ وہ کسی فعل کا ارتکاب نہ کرے۔ اس سلسلے میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ حنفیہ واجب اور فرض میں فرق کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فرض وہ ہے جس کا مطالبہ حتمی ہو اور اس کی دلیل قطعی ہو، جس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ اور واجب وہ ہے جس کا مطالبہ حتمی ہو لیکن اس کی دلیل قطعی ہو اور اس میں شبہ کی گنجائش ہو۔ ان کے نزدیک فرض حرام ہے جب تک کہ وہ واجب اور واجب نہ

بشرطیکہ متعلقہ امر کے بارے میں صحیح خبر دینا مخیر پر واجب ہو، مثلاً ایک شخص کو کسی چیز کی نجاست کا علم ہو اور وہ نہ بتائے۔ اگر حکام اور جج اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو ان پر بھی تعزیری سزا کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو قاضی (JUDGE) مقرر کیا جائے اور وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کر دے تو اسے مجبور کیا جاسکتا ہے، اگرچہ اس سلسلے میں وہی جانے والی تعزیری سزا جحافی ضرب اور قید تک جا پہنچے۔ اس لیے کہ جب اسے جج مقرر کر دیا گیا ہے تو عدل و انصاف کا قیام اس کے ذمے واجب ہو گیا ہے اور اس سے انکار کر کے وہ معصیت کا مرتکب ہو رہا ہے، جس پر اسے تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔

ممنوعات اور محرمات جن میں تعزیر ہے، ان کے لیے فقہاء نے جو مثالیں دی ہیں وہ یہ ہیں۔ ایسی چوری جس کی سزا چوری کا نصاب پورا نہ ہونے یا دوسری شرائط مکمل نہ ہونے کی وجہ سے قطع ید نہ ہو سکتی ہو۔ اجنبی عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ خلوت جس میں زنا کا ثبوت نہ ملے۔ قصداً جھوٹی قسم کھانا۔ بازاروں میں دھوکے کا سودا۔ جھوٹی شہادت۔ مجرمین کو چھپانا اور انہیں پناہ دینا، مثلاً کوئی شخص چوروں اور زبوروں کو اپنے ہاں چھپا کر رکھے۔ اس طرح کے افعال کا مرتکب ایک ممنوع فعل کا ارتکاب کرتا ہے جو معصیت ہے اور وہ تعزیری سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔^{۱۸۹}

مستحب کے ترک اور مکروہ کے ارتکاب کا حکم | یہ بات تو ظاہر ہے کہ واجب کا ترک اور حرام کا ارتکاب ایسی معصیت ہے جس پر ایسی حالت میں تعزیری سزا دی جاتی ہے جبکہ ان جرائم پر از جانب شارع پیدے سے کوئی مقررہ سزا نہ ہو۔ لیکن یہ بات وضاحت طلب ہے کہ ایک مستحب فعل کے ترک یا مکروہ کے ارتکاب پر بھی تعزیری سزا ہے یا نہیں اور یہ کہ آیا یہ فعل معصیت کے دائرے میں آتا ہے یا نہیں ؟

اصول فقہ کے بعض ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ہر مستحب فعل دراصل شارع کا مطلوب ہوتا ہے اور شارع

^{۱۸۹} لے ترک واجبات کے لیے دیکھیے تبصرة الحکام لابن فرحون بر حاشیہ فتح العلی ج ۲ ص ۳۶۶۔ معین الحکام ص ۱۸۹

۱۸۹ احکام السلطانیہ، انارودی، ص ۲۱۰۔ الاحکام السلطانیہ، البرعلی، ص ۲۴۷۔ الیساتہ الشرعیہ، ابن تیمیہ، ص ۵۵۔

المحبتہ فی الاحکام، ابن تیمیہ، ص ۳۰۔ کشف القناع علی متن الاقناع، ج ۴ ص ۷۵۔

تبصرة الحکام، ابن فرحون، ج ۲ ص ۳۶۷۔ بر حاشیہ فتح العلی الماک۔

کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح ہر مکروہ فعل ممنوع ہے اور شارع چاہتا ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ مگر واجب اور مستحب میں فرق یہ ہے کہ واجب کا تارک قابلِ مذمت ہوتا ہے اور مستحب کا تارک نہیں ہوتا۔ اسی طرح مکروہ اور حرام میں فرق یہ ہے کہ حرام کا ترکب قابلِ مذمت ہوتا ہے اور مکروہ کا نہیں ہوتا۔ اس بنا پر یہ حضرات واجب کے تارک اور مکروہ کے ترکب کو معصیت کا ترکب نہیں سمجھتے، کیونکہ معصیت ایسے افعال کو کہتے ہیں جن کا ارتکاب قابلِ مذمت ہو، اور ان افعال کو اس رائے کے قائل قابلِ مذمت نہیں سمجھتے۔ البتہ تارکِ مستحبات اور فاعلِ مکروہات کو یہ لوگ خلافِ شرع حرکت کا ترکب، اور حکمِ شرع کی پابندی نہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ مخالفتِ شرع اور نافرمان ضرور کہتے ہیں۔

علماء اصول کا دوسرا گروہ اس رائے کی طرف گیا ہے کہ مستحب مامورات میں داخل نہیں ہے، اسی طرح مکروہ منہیات کے دائرے میں نہیں آتا۔ اس لیے بات صرف اتنی ہے کہ مستحب کا کرنا پسندیدہ اور مکروہ کا ارتکاب ناپسندیدہ ہے۔ ان حضرات کی رائے میں بھی تارکِ مستحب اور فاعلِ مکروہ کسی معصیت کے ترکب نہ سمجھے جائیں گے، کیونکہ معصیت کا ارتکاب تو صرف اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب امر و نہی کی صورت میں شرعی تکلیف (IMPOSITION OF BINDING DUTY) موجود ہو اور یہاں وہ موجود نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ تارکِ مستحب اور فاعلِ مکروہ کو اگر معصیت کا ترکب نہیں سمجھا جاتا تو پھر اس فعل پر کیا اسے تعزیری سزا دی جاسکتی ہے؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سزا دی جاسکتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو سزا دینا جائز نہیں ہے۔

جو لوگ سزا دینے کے حق میں نہیں ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ استیجاب اور کراہت کی حالت میں کوئی صریح حکم موجود نہیں ہوتا، اور جہاں حکم نہ ہو وہاں سزا جائز نہیں۔ اسی اصول کے پیش نظر بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ سزا کا ہونا یا نہ ہونا اس بات کا قریب ہوتا ہے کہ فعل مستحب ہے یا واجب، اور مکروہ ہے یا حرام۔ یعنی شارع اگر کسی فعل پر سزا دیتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ فعل واجب یا حرام ہے اور اگر سزا نہیں دی جاتی تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ فعل مستحب یا مکروہ ہے۔

لے واضح رہے کہ اسلامی قانون میں فعل اور ترکب (DOING AND ABSTENTION FROM DOING) دونوں کے لیے فعل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ (مترجم)

جو لوگ مکروہ فعل کے ارتکاب اور مستحب فعل نہ کرنے کی صورت میں سزا کے قابل ہیں ان کا استدلال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے ہے کہ ایک شخص نے بکری کو ذبح کرنے کے لیے باندھ کر لٹا دیا اور اسے اسی حالت میں چھوڑ کر پھرتی تیز کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اسے تعزیری سزا دی۔ چونکہ یہ فعل مکروہ تھا اور اس کے ترکب کو سزا دی گئی لہذا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ترک مستحب اور ارتکاب مکروہ پر سزا دی جاسکتی ہے۔

میری رائے بھی یہ ہے کہ ترک مستحب اور فعل مکروہ پر تعزیری سزا دی جاسکتی ہے کیونکہ بسا اوقات مستحب فعل کرنے اور مکروہ فعل کے نہ کرنے میں پورے معاشرے کی مصلحت ہوتی ہے اور شریعت کا اولین مقصد ہی یہ ہے کہ پورے معاشرے کو برائیوں اور آلودگیوں سے پاک کیا جائے، لوگوں سے ایسے کام کروائے جائیں جن میں ان کی بھلائی ہو اور ایسے کاموں سے ان کو روکا جائے جو ان کے لیے مضر ہوں۔ ان مقاصد کا تقاضا ہے کہ جن معاملات کی نوعیت یہ ہو ان میں ترک مستحب اور ارتکاب مکروہ پر حکومت تعزیری سزا کے نفاذ کی مجاز ہو۔ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جو لوگ مستحب اور مکروہ کو امر و نہی کے دائرے سے خارج سمجھتے ہیں وہ بھی تارک مستحب کو قابل عقاب اور فاعل مکروہ کو لائق ملامت سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ عقاب و ملامت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ اب یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں عقاب و ملامت کو ایک خفیف قسم کی تعزیر ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس طرح ان حضرات کے نزدیک بھی ان افعال پر کسی قدر تعزیری سزا جائز ہو جاتی ہے۔ اگر یہ رائے درست ہے تو پھر ترک مستحب اور فعل مکروہ کے قابل سزا ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ایسے افعال ہیں جو حیثیت

۱۔ المستصفیٰ، الغزالی، ج ۱، ص ۴۵-۴۶، طبع اول، مطبع امیریہ، بولاق مصر ۱۳۲۲ھ۔ الاحکام فی اصول الاحکام
آمدی، ج ۱، ص ۱۶۰ اور اس کے بعد، طبع ۱۳۳۲ھ، مطابق ۱۹۱۴ء، مطبع المعارف مصر اس میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا
یہ خیال ہے کہ مکروہ اور مستحب تکلیفی احکام (BINDING ORDERS) ہی کے ضمن میں آتے ہیں،۔ مواہب الجلیل
ج ۶، ص ۳۲۰، طبع اول ۱۳۲۹ھ، مطبع السعادة القاہرہ۔ علم اصول الفقہ، استاد شیخ عبدالوہاب خلاف ص ۱۳
اور اس کے بعد راہبوں نے مستحب کی تعریف یوں کی ہے ”مستحب وہ ہوتا ہے جس کے کرنے کا شارع کی طوت سے
حکم تو ہو لیکن حکم حتمی نہ ہو، اور مکروہ وہ ہوتا ہے جس کے ارتکاب سے رکنے کا تو مطالبہ کیا گیا ہو لیکن حکم حتمی نہ ہو“
۔ التشریح الجنائی الاسلامی ص ۱۲۹-۱۳۰، ص ۱۵۵-۱۵۶۔

نہ ہونے کے باوجود ممنوع ہیں۔ اور یہ بات سم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ممنوعات وہ جرائم ہیں جن کو شارع نے قابلِ سزا قرار دیا ہے، لہذا فعلِ مکروہ اور ترکِ مستحب پر اگر سزا ہو تو وہ جرائم میں شمار ہونگے۔

معصیت کے بغیر تعزیر | بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر فعلِ معصیت کے دائرے میں نہ بھی آتا ہو تو بھی مصلحتِ عامہ کے پیش نظر تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ مثلاً ایک غیر مکلف شخص کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرتا ہے جس پر ایک مکلف شخص کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ ایک ایسے شخص کو بھی سزا دی جاسکتی ہے جو مباح نوعیت کے لہو و لعب کو ذریعہٴ معاش بناتا ہے۔ ایسے شخص ہی کو نہیں بلکہ اسے اجرت دینے والے کو بھی تعزیری سزا دی جاسکتی ہے جبکہ مصلحتِ عامہ اس کی متقاضی ہو۔ مصلحتِ عامہ کے لیے محنت کو ملک بدر کیا جاسکتا ہے تاکہ لوگ اسے عورتوں کی سی حرکتیں کرتے نہ دیکھیں اور دوسرے لوگ اس کی تقلید میں محنت نہ بنیں۔

مصلحتِ عامہ کی خاطر غیر معصیت افعال پر تعزیری سزا دینے کے جواز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں حوالات بھیج دیا اور جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شخص بے گناہ ہے تو اسے رہا کر دیا گیا۔ حضور نے محض الزامِ جرم کی بنا پر اسے قید کر دیا تھا درآنحالیکہ اس سے کسی ایسی معصیت کا ارتکاب نہ ہوا تھا جو موجبِ تعزیر ہو۔

میں سمجھتا ہوں جو شخص عورتوں سے تشبہ کرتا ہے اسے جو سزا دی جاتی ہے وہ معصیت پر سزا ہے کیونکہ عورتوں سے تشبہ جائز نہیں ہے، اور جو یہ کام کرے گا وہ دراصل معصیت کا ترکب ہوگا۔ رہی یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کے ملزم کو صرف مصلحتِ عامہ کے پیش نظر قید میں رکھا، تو میرے خیال میں تفتیش کے لیے ایک انتظامی کارروائی تھی اور ملزم کو احتیاطاً اس وقت تک قید میں رکھا گیا جب تک یہ معلوم نہ ہو گیا کہ وہ مجرم ہیں۔ یہ احتیاطِ مصلحتِ عامہ کے پیش نظر ضروری تھی۔ ہم اسے تعزیری سزا نہیں کہہ سکتے۔

معصیت کا لفظ عصیان سے ہے، اس لیے اس میں خود متعلقہ شخص کے مال کو ضرور پیش نظر رکھا جائیگا

۱۔ نہایتہ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۱، ص ۱۴۲، ۱۴۳۔ حاشیہ ابی الصیاء الشیخ علی الشبراطی علی شرح

المنہاج۔ یہ نہایتہ المحتاج کے حاشیہ پر عیاں ہوتا ہے، ص ۱۴۲، ۱۴۳۔

۲۔ شرح فتح القدر، ج ۲، ص ۱۱۷۔

کہ وہ فی الواقع عاصی ہو۔ اگر وہ مکلف ہی نہیں ہے تو اس کا عاصی ہونا ممکن نہیں ہے۔ لہذا ایک نابالغ کا فعل جو غیر مکلف ہے، معصیت نہیں ہو سکتا اور اسے جو تعزیری سزا دی جائے گی وہ بغرض اصلاح و تربیت ہوگی، یہ مصلحت عامہ کا تقاضا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ لہو مباح کا نا عمل ترکیب معصیت نہیں ہے، کیونکہ جس فعل کا وہ ارتکاب کر رہا ہے وہ مباح ہے اور کسی فعل کو معصیت نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ اس کے خلاف شریعت نے کوئی حکم نہ دیا ہو۔ لہذا لہو مباح کو کمانی کا ذریعہ بنانے والے پر تعزیر صرف مصلحت عامہ کے تقاضے سے ہو سکتی ہے۔

اس بحث کے نتیجے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصلحت عامہ کے پیش نظر تعزیری سزا بعض ان افعال پر بھی دی جاسکتی ہے جن میں معصیت کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ لہذا ان اصولوں کے پیش نظر ہر اس شخص کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے جو معاشرے کے لیے خطرہ بن رہا ہو، اگرچہ اس نے بالفعل معصیت کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ مثلاً اس شخص کو قید کیا جاسکتا ہے جس کے متعلق یہ بات معروف ہو کہ وہ لوگوں کی جان، مال اور آبرو پر دست درازی کرتا ہے، اگرچہ اس کے خلاف کوئی جرم ثابت نہ ہو۔

معصیت کے باوجود تعزیر کا سقوط جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، شریعت میں قاعدہ تو یہ ہے کہ تمام ان معصیتوں پر تعزیر ہے جن میں سزا مقرر نہیں کی گئی ہے، اور ان ممنوعات تک پر تعزیر ہے جو معصیت بھی نہیں ہیں۔ لیکن ان قواعد کے باوجود بعض فقہاء اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ بعض حالات میں معصیت ہونے ہوئے بھی تعزیری سزا نہ دی جائے گی۔

اس کی مثال یہ دی گئی ہے کہ مثلاً کوئی شخص خود اپنے اعضاء کاٹ لیتا ہے، یا اپنے جسم کو ضربات پہناتا ہے، زخمی کرتا ہے، یا خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔ یہ شخص شرعاً معصیت کا ارتکاب کر رہا ہے، کیونکہ یہ سب افعال حرام ہیں۔ لیکن اگر ان حالات میں کوئی تعزیری سزا کے نفاذ کا قائل نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی حالت ایسی بھی ہے جس میں معصیت نہ ہوتی ہے مگر سزا نہیں ہوتی۔

۱۔ مصلحت عامہ کے پیش نظر تعزیری سزا کی بحث کے لیے دیکھیے انٹرویو الجوائب الاسلامی ص ۱۴۹ اور اس کے بعد۔
۲۔ نہایت المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۱، ص ۱۶۲ اور اس کے بعد۔ حاشیہ ابو ضیاء الشیخ الشرح المسی علی شرح المنہاج بر حاشیہ کتاب مذکور، ص ۱۶۲ اور اس کے بعد۔

میں سمجھتا ہوں کہ بے شک اس مثال میں قصاص تو ممکن نہیں ہے، اور تعزیری سزا کو اس لیے روکا گیا ہے کہ اس شخص کو پہلے ہی اپنے ہاتھوں جہانی اذیت پہنچ چکی ہے لہذا مزید سزا کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرے نزدیک اس صورت میں کوئی چیز تعزیری سزا سے مانع بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ شخص اگرچہ اپنے نفس ہی پر زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے، مگر اپنے نفس کی حفاظت بھی شرعاً واجب ہے۔

”جرم“ معصیت کا مرادف نہیں ہے | اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جرم کا دائرہ معصیت سے وسیع تر ہے۔ معصیت بھی جرم میں داخل ہے اور اس کے ساتھ دوسرے ممنوع افعال بھی جرم ہیں مثلاً ترک مستحب اور فعل مکروہ، نیز وہ افعال بھی اس میں داخل ہیں جو معصیت کی تعریف میں بھی نہیں آتے، نہ ترک مستحب اور فعل مکروہ کی تعریف میں آتے ہیں بلکہ بر بنائے مصلحت ان کا ارتکاب ممنوع ہوتا ہے اور ان پر تعزیری سزا دی جاتی ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جرم اور معصیت ہم معنی ہیں۔

جن ممنوعات پر تعزیری سزا واجب ہے ان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے ہم جنس جرائم کے لیے مقررہ سزائیں ہوں لیکن وہ سزائیں ان پر اس لیے نافذ نہ ہو سکتی ہوں کہ نفاذ سزا کی لازمی شرائط پوری نہ ہو رہی ہوں۔ دوسرے وہ جن کے لیے سزا تو مقرر ہو لیکن شبہ کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے اس کا نفاذ نہ ہو سکتا ہو۔ تیسرے وہ جن کے لیے سرے سے شریعت نے کوئی خاص سزا مقرر نہ کی ہو۔ ان جرائم سے ہم تفصیل بحث کریں گے اور ہماری بحث میں جرائم کی تقسیم اس محل کے مطابق ہوگی جس پر جرم کا وقوع ہو رہا ہو۔